AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مصادرِ حدیث میں خواتین کی روایت وسماع کا کردار: تاریخی وتنقیدی مطالعہ

THE ROLE OF WOMEN IN THE TRANSMISSION AND RECEPTION OF HADITH: A HISTORICAL AND CRITICAL STUDY

Najaf Zahra
MS Islamic Studies From Lcwu ,Lahore College For Women University Lahore.
najafzahra0012@gmail.com
Salwa Muhammad Zia Ur Rasool
MS Islamic Studies Lahore College for Women Pattoki.
Salwahafiz012@gmail.com
Sabir Hussnain Naqishbandi
Lecturer College of Sharia and Islamic Sciences,Minhaj University Lahore.
sh370665@gmail.com

Abstract

This research article presents a comprehensive study of the historical, jurisprudential, and critical role of women in the transmission and reception of Hadith in Islamic sources. While the study of Hadith has traditionally focused on male narrators, women scholars and transmitters (Muhaddithat) played a pivotal role in the listening (Sama'), narration (Riwayah), precision, mastery, and authentication of Hadith chains (Isnad). This study aims to fill this scholarly gap by highlighting the academic participation and contributions of women narrators, substantiated with historical and critical evidence.The research traces the activities of women scholars during the Prophetic period (Seerah) and the era of the Sahabah, including their participation in Hadith assemblies, active listening, narration, and ensuring the continuity of authentic chains of transmission. The Mothers of the Believers (Ummahat al-Mu'minin) and other female companions not only preserved Hadith but also ensured the authenticity and reliability of the Isnad. Among them, Aisha bint Abu Bakr (RA) holds a central position due to her scholarly, critical, and verification-oriented contributions, serving as a model for subsequent generations of Hadith scholars.During the Tabi'un and Tabi' al-Tabi'in eras, the role of women narrators became further consolidated. They contributed to the correction, precision, and mastery of Isnad, reinforcing the communal standards of Hadith transmission. The presence of women narrators in the Kutub al-Sittah, Musanid, Mu'jam, and Sunan illustrates that their scholarly participation was methodologically and epistemologically recognized.

The study also provides a detailed analysis of the role of women narrators in 'Ilm al-Jarh wa al-Ta'dil (the science of critique and validation of narrators). It highlights that the principles of critique and authentication applied equally to women, and their narrations were rigorously examined for accuracy. Objections and criticisms raised against women narrators are also critically examined, demonstrating that most of these critiques were historical or social in nature and that women's narrations remained reliable according to scholarly evidence.

The findings indicate that women narrators not only actively participated in Hadith transmission but their contributions in terms of trustworthiness, precision, and reliability played a pivotal role in ensuring the continuity and authenticity of Hadith texts and chains of transmission. Furthermore, the study confirms that without the participation of women narrators, the completeness, authenticity, and methodological soundness of Islamic Hadith sources would have been significantly compromised.This research integrates historical evidence, contemporary scholarly approaches, jurisprudential opinions, and isnad-based analysis to fully illuminate the academic, jurisprudential, and critical significance of women narrators in Islamic tradition.

Keywords: Women narrators, Hadith transmission, Sama' (listening), Riwayah (narration), Precision (Dabt), Isnad (chains of transmission), Jarh wa Ta'dil (critique and validation), Kutub al-Sittah, Hadith sources, Scholarly authority, Epistemic reliability.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ تحقیقی مقالہ اسلامی مصادرِ حدیث میں خواتین کی روایت و سماع کے تاریخی، فقہی اور تنقیدی کردار کا ایک جامع مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اسلامی روایت کے مطالعے میں اکثر مرد محدثین پر توجہ مرکوز کی جاتی رہی ہے، لیکن خواتین محدثات نے بھی حدیث کے سماع، روایت، ضبط، اتقان اور اسناد کی تصحیح میں کلیدی کردار ادا کیا۔ یہ مقالہ اسی علمی خلا کو پُر کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے اور خواتین محدثات کی علمی شمولیت اور ان کے کردار کو تاریخی اور فقہی تناظر میں مستند شواہد کے ساتھ اجاگر کرتا ہے۔ تحقیق کے دوران عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں خواتین کی علمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا، جس میں مجالسِ حدیث میں شرکت، سماع کی ادائیگی، احادیث کی روایت، اور اسناد کے صحیح تسلسل کی نگرانی شامل ہے۔ امہات المؤمنینؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے نہ صرف احادیث کو محفوظ کیا بلکہ ان کے ذریعے روایت کی صحت اور اسناد کے تسلسل کو بھی یقینی بنایا۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ کی علمی، تنقیدی اور تصحیحی خدمات ایک مرکزی مقام رکھتی ہیں، جن کی روایت اور علمی معیارات محدثین کے لیے نمونہ ہیں۔ تابعیات اور تبع تابعیات کے ادوار میں خواتین کی محدثانہ شمولیت مزید مستحکم ہوئی۔ انہوں نے کتبِ حدیث میں اسناد کی تصحیح، ضبط اور اتقان کو برقرار رکھا اور روایت کے اجماعی معیار کو مضبوط بنایا۔ کتبِ ستہ، مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت کی موجودگی اس بات کی غماز ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی شمولیت اصولی، معتبر اور اجماعی تھی۔

اس مقالے میں علم جرح و تعدیل میں خواتین راویات کے کردار کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ خواتین کی روایت پر محدثین نے جرح اور تعدیل کے اصول لاگو کیے، اور ان کے ضبط و وثوق کی بنیاد پر روایت کی صحت کو یقینی بنایا۔ خواتین محدثات پر اٹھائے جانے والے اعتراضات اور ان کے علمی و فقہی جوابات بھی اس مطالعے کا حصہ ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اعتراضات تاریخی یا سماجی نوعیت کے حامل تھے اور علمی شواہد کی روشنی میں خواتین کی روایت معتبر رہی۔ خواتین محدثات نے اسلامی روایت میں نہ صرف فعال شمولیت اختیار کی بلکہ ان کی روایت کی اعتبار، ضبط اور وثوق نے احادیث کے تسلسل اور اسناد کی صحت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس مطالعے کے ذریعے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی روایت کے بغیر اسلامی مصادرِ حدیث کی تکمیلیت، معتبر اسناد اور اصولی صحت ممکن نہ تھی۔ یہ مقالہ نہ صرف تاریخی شواہد پر مبنی ہے بلکہ جدید تحقیقی رجحانات، فقہی آراء اور اسنادی تجزیے کو یکجا کرتا ہے، تاکہ خواتین محدثات کے کردار کو علمی، فقہی اور اسنادی اعتبار سے مکمل طور پر اجاگر کیا جا سکے۔

علمِ حدیث میں روایت وسماع کے اصولی مباحث

روایت، سماع اور تحمّلِ حدیث کی اصطلاحی توضیح

علمِ حدیث میں روایت، سماع اور تحمّلِ حدیث بنیادی اصطلاحات ہیں، جن کے بغیر حدیث کی ترسیل اور اس کی علمی حیثیت کو سمجھنا ممکن نہیں۔ محدثین نے ان اصطلاحات کی نہایت دقیق تعریفات قائم کیں تاکہ حدیث کی نقل و انتقال میں کسی قسم کا ابہام یا ضعف پیدا نہ ہو۔ تحمّلِ حدیث سے مراد وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے راوی حدیث کو حاصل کرتا ہے، جبکہ اداءِ حدیث اس عمل کو کہتے ہیں جس میں وہی راوی اس حدیث کو آگے منتقل کرتا ہے۔ سماع، تحمّلِ حدیث کی سب سے اعلیٰ اور معتبر صورت شمار ہوتی ہے، جس میں شاگرد براہِ راست شیخ سے حدیث سنتا ہے۔ یہی وہ منہج ہے جس پر علمِ حدیث کی پوری عمارت قائم ہے۔

امام ابن الصلاحؒ تحمّل اور سماعِ حدیث کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

أَصلُ تَحَمُّلِ الْحَدِيثِ أَنْ يَسْمَعَهُ الطَّالِبُ مِنْ فَمِ الشَّيْخِ، فَهُوَ أَعْلَى أَنْوَاعِ التَّحَمُّلِ وَأَجْوَدُهَا[1]

"حدیث کے تحمّل کی اصل یہ ہے کہ طالبِ علم حدیث کو براہِ راست شیخ کے منہ سے سنے
اور یہی تحمّل کی سب سے اعلیٰ اور بہترین قسم ہے۔"

[1] ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن، علوم الحدیث (مقدمۃ ابن الصلاح)، مکتبۃ: دار الفکر، دمشق، 1986ء، ج1، ص132

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اقتباس اس اصولی نکتے کو واضح کرتا ہے کہ محدثین کے نزدیک سماعِ حدیث نہ صرف معتبر بلکہ تحمّلِ حدیث کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔اس تعریف میں کسی صنفی یا سماجی تخصیص کا ذکر نہیں، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روایت و سماع کا دروازہ مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں طور پر کھلا تھا۔ چنانچہ خواتین کا براہِ راست سماعِ حدیث کرنا نہ صرف جائز بلکہ علمی طور پر کامل اور معتبر سمجھا جاتا تھا۔

اداءِ حدیث کی مختلف صورتیں (سماع، قراءت، اجازت)

جب راوی حدیث کو تحمّل کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے تو اگلا مرحلہ اداءِ حدیث کا ہوتا ہے، یعنی اس حدیث کو آگے منتقل کرنا۔ محدثین نے اداءِ حدیث کی مختلف صورتوں کو نہایت باریک بینی سے واضح کیا، جن میں سماع، قراءت، اجازت، مناولہ اور کتابت شامل ہیں۔ ان صورتوں کی درجہ بندی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ روایت کا ہر مرحلہ علمی احتیاط اور ضبط کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے۔

یہاں یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ ان تمام صورتوں میں خواتین کو بھی اسی طرح اجازت حاصل تھی جیسے مردوں کو، اور محدثین نے عورت کی روایت کو محض صنف کی بنیاد پر کبھی ناقابلِ قبول قرار نہیں دیا۔

امام خطیب بغدادیؒ اداءِ حدیث کی اقسام پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

وَتَصِحُّ الرِّوَايَةُ بِالسَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ وَالإِجَازَةِ، وَلَا فَرْقَ فِي ذٰلِكَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا ثَبَتَتِ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ[2]

"سماع، قراءت اور اجازت کے ذریعے روایت درست ہوتی ہے، اور اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں، جب عدالت اور ضبط ثابت ہو جائے۔"

یہ نہایت صراحت کے ساتھ اس اصول کو بیان کرتا ہے کہ اداءِ حدیث کی صحت کا مدار راوی کی عدالت اور ضبط پر ہے، نہ کہ اس کی صنف پر۔ امام خطیب بغدادیؒ کا یہ بیان خواتین راویات کی روایت کے جواز اور قبولیت پر ایک مضبوط علمی دلیل فراہم کرتا ہے، اور ان شبہات کی نفی کرتا ہے جو بعد کے ادوار میں بعض حلقوں کی طرف سے اٹھائے گئے۔ علمِ حدیث میں روایت، سماع اور اداءِ حدیث کے اصول مکمل طور پر علمی، معروضی اور غیر صنفی بنیادوں پر قائم ہیں۔ محدثین نے روایت کی صحت کے لیے جو معیارات مقرر کیے، وہ مرد و عورت دونوں پر یکساں لاگو ہوتے ہیں۔ چنانچہ خواتین کی روایتِ حدیث نہ صرف اصولی طور پر جائز بلکہ عملی طور پر مسلمہ اور معتبر رہی ہے، اور یہی اصول آگے چل کر خواتین محدثات کے بھرپور علمی کردار کی بنیاد بنتا ہے۔

روایتِ حدیث میں عدالت اور ضبط کے معیارات

علمِ حدیث میں روایت کی قبولیت کا دار و مدار محض نقلِ متن پر نہیں بلکہ راوی کی شخصی اور علمی اہلیت پر ہے۔ اسی مقصد کے لیے محدثین نے دو بنیادی معیارات مقرر کیے: عدالت اور ضبط۔ عدالت راوی کی دینی و اخلاقی ساکھ سے متعلق ہے، جبکہ ضبط اس کی علمی اہلیت، حافظے اور روایت میں احتیاط سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دونوں معیارات اس قدر جامع اور معروضی ہیں کہ ان میں جنس، سماجی حیثیت یا نسب کا کوئی دخل نہیں۔ چنانچہ مرد و عورت دونوں کے لیے روایتِ حدیث میں یکساں اصول لاگو ہوتے ہیں، اور اسی بنیاد پر خواتین راویات کی ایک بڑی تعداد کو محدثین نے ثقہ اور معتبر قرار دیا۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ عدالت اور ضبط کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

وَشَرْطُ قَبُولِ الرِّوَايَةِ أَنْ يَكُونَ الرَّاوِي عَدْلًا ضَابِطًا، فَالْعَدَالَةُ صِفَةٌ تُحْمَلُ عَلَى التَّقْوَى وَالْمُرُوءَةِ، وَالضَّبْطُ هُوَ إِتْقَانُ مَا يُرْوَى حِفْظًا أَوْ كِتَابَةً[3]

---

[2] خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج1، ص79

[3] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج1، ص45

"روایت کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ راوی عادل اور ضابط ہو۔ عدالت وہ صفت ہے جو تقویٰ اور مروّت پر مبنی ہوتی ہے، اور ضبط سے مراد اس چیز کو مکمل طور پر محفوظ رکھنا ہے جسے روایت کیا جائے، خواہ حفظ کے ذریعے ہو یا تحریر کے ذریعے۔"

یہ اقتباس علمِ حدیث کے قبولِ روایت کے بنیادی اصول کو نہایت وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے عدالت کو اخلاقی و دینی اوصاف سے جوڑا ہے، جبکہ ضبط کو علمی صلاحیت اور حافظے سے۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ اس تعریف میں راوی کے مرد یا عورت ہونے کا کوئی ذکر نہیں، جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ محدثین کے نزدیک روایت کی بنیاد کردار اور علم ہے، نہ کہ صنف۔ یہی اصول خواتین راویات کی ثقاہت کے تعین میں بھی پوری طرح کارفرما رہا۔

امام نوویؒ روایت میں عدالت وضبط کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تُقْبَلُ إِلَّا مِنْ عَدْلٍ ضَابِطٍ، وَلَا يُنْظَرُ فِي ذَٰلِكَ إِلَى ذُكُورَةٍ وَلَا أُنُوثَةٍ[4]

"اہلِ حدیث کا اس بات پر اجماع ہے کہ روایت صرف اسی شخص سے قبول کی جائے گی جو عادل اور ضابط ہو، اور اس معاملے میں مرد یا عورت ہونے کو نہیں دیکھا جاتا۔"

امام نوویؒ کا یہ بیان نہایت فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ اس میں اہلِ حدیث کے اجماعی موقف کی صراحت موجود ہے۔ یہ اقتباس اس تصور کی جڑ کاٹ دیتا ہے کہ عورت کی روایت محض صنفی بنیاد پر کمزور سمجھی جا سکتی ہے۔ محدثین کے نزدیک اصل معیار ہمیشہ عدالت اور ضبط رہا ہے، اور اسی بنیاد پر سینکڑوں خواتین راویات کو کتبِ حدیث میں جگہ ملی۔ اس سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ روایتِ حدیث میں عدالت اور ضبط وہ آفاقی معیارات ہیں جن کا اطلاق بلا امتیاز ہر راوی پر کیا گیا۔ محدثین نے روایت کی قبولیت میں نہ کبھی صنف کو معیار بنایا اور نہ ہی عورت ہونے کو ضعف کی علامت سمجھا۔

صنف اور روایت

علمِ حدیث میں روایت کی قبولیت اور صحت کے بنیادی معیارات ہمیشہ عدالت اور ضبط رہے ہیں، لیکن بعض اوقات سوال اٹھایا جاتا ہے کہ کیا روایت کی حیثیت میں صنف (Gender) کا کوئی اثر ہوتا ہے؟

فقہی اور اصولی بحث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ حدیث کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ راوی عادل اور ضابط ہو۔ مرد یا عورت ہونا روایت کی قبولیت پر اثر انداز نہیں ہوتا، بشرطیکہ راوی کے پاس عدالت وضبط کے معیار موجود ہوں۔ اس اصول کو اہلِ علم نے قرآن وسنت کے عمومی نصوص اور محدثین کی روایت سے استنباط کیا اور صنفی امتیاز کے تمام اعتراضات کو مسترد کیا۔

امام شمس الدین الذھبیؒ اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

وَلَمْ يُفَرِّقْ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي قَبُولِ الرِّوَايَةِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ، فَكُلُّ مَنْ كَانَ عَادِلًا ضَابِطًا يُؤْخَذُ عَنْهُ حَدِيثُهُ[5]

"اہلِ حدیث نے روایت کی قبولیت میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ ہر شخص جس کے پاس عدالت اور ضبط ہو، اس کی روایت کو قبول کیا جاتا ہے۔"

یہ اس بات کو مؤکد کرتا ہے کہ علمِ حدیث کے اصول صنف کے لحاظ سے نہیں، بلکہ علمی اور اخلاقی معیار کے لحاظ سے لاگو ہوتے ہیں۔ خواتین راویات کی روایت کی قبولیت اسی دلیل پر ممکن ہوئی، اور اسی بنیاد پر ان کی روایات کتبِ حدیث میں محفوظ ہوئی۔ ذہبی اور فقہی اصول یہاں واضح ہیں: عدالت اور ضبط ہر راوی کی قبولیت کے لیے ضروری ہیں، نہ کہ جنس۔

[4] نووی، یحییٰ بن شرف، التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر، مکتبہ: دار الفکر، دمشق، 1996ء، ج1، ص52

[5] الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، تاریخ الإسلام، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء، ج3، ص215

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام النوویؒ بھی اس مسئلے پر اجماع کی تصریح کرتے ہیں:

فَإِنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ أَجْمَعُوا أَنَّ مَا يَصِحُ مِنَ الرِّوَايَةِ لِلرَّجُلِ يُصِحُ لِلمَرْأَةِ وَلا يُنْظَرُ فِي ذَلِكَ إِلَىٰ أَنَّهَا أُنْثَى[6]

"اہلِ حدیث کا اجماع ہے کہ جو روایت مرد کے لیے صحیح ہے، وہ عورت کے لیے بھی صحیح ہے، اور اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ راوی عورت ہے۔"

یہ قول اجماعی حیثیت رکھتا ہے اور اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ روایت کی صحت کے معیار میں صنف کو دخل نہیں۔ خواتین کی روایت کو کمزور سمجھنا یا اسے قبول نہ کرنا علمِ حدیث کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔ اس اصول نے خواتین کو علمی حلقوں میں فعال اور معتبر مقام دیا، اور ان کی روایت کو تاریخی طور پر مستند بنایا۔ صنف کو علمِ حدیث میں روایت کی قبولیت یا صحت کے معیار پر اثر انداز نہیں کیا گیا۔ فقہی اور اصولی طور پر، روایت کی بنیاد عدالت اور ضبط ہیں، جو مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔ اس اصول نے خواتین محدثات کو صرف روایت تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان کے علمی کردار کو مستند اور معتبر بنایا، اور اسلامی علمی تاریخ میں خواتین کی خدمات کو محفوظ رکھا۔

محدثین کے نزدیک عورت بطور راوی: ایک اصولی جائزہ

علمِ حدیث کے اصول و قواعد میں عورت کو روایت میں شامل کرنا ایک مستند اور اجماع شدہ روایت ہے۔ ابتدائی دور کے محدثین نے عورت کی روایت کو مرد کی طرح معتبر، مقبول اور علمی حیثیت رکھتا تصور کیا۔ راوی کی قبولیت کا معیار ہمیشہ عدالت اور ضبط رہا، نہ کہ جنس۔ اس اصول کے تحت خواتین راویات کو نہ صرف حدیث روایت کرنے کی اجازت دی گئی بلکہ انہیں علمی حلقوں میں اہم مقام بھی حاصل رہا۔ محدثین نے عورت کو بطور راوی کس طرح تسلیم کیا اور اس پر فقہی و اصولی مباحث کیا۔

امام ابن حبانؒ عورت کے روایت کے جواز پر بحث کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

الرِّوَايَةُ عَنِ النِّسَاءِ جَائِزَةٌ إِنْ كَانَتِ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ فِيهِمَا مُتَوَفِّرَةً، وَهُنَّ يُؤْخَذُ عَنْهُنَّ حَدِيثُهُنَّ كَمَا يُؤْخَذُ عَنِ الرِّجَالِ[7]

"اگر عورت میں عدالت اور ضبط موجود ہو تو روایت کرنا جائز ہے، اور ان کی حدیث اسی طرح قبول کی جاتی ہے جیسے مرد کی حدیث لی جاتی ہے۔"

یہ اقتباس واضح طور پر اس اصول کو بیان کرتا ہے کہ محدثین کے نزدیک عورت کی روایت کا جواز اصولی اور غیر مشروط ہے، بشرطیکہ وہ عدالت و ضبط کے معیار پر پورا اترتی ہو۔ ابن حبان نے اس میں نہ صرف روایت کے جواز کی تصریح کی بلکہ عورت کی حدیث کو مرد کی طرح معتبر اور قبول قرار دیا، جو خواتین محدثات کی علمی حیثیت کی مضبوط دلیل ہے۔

امام البیہقیؒ بھی عورت کی روایت کی قبولیت اور اس کے معیار پر اجماع کی تصریح کرتے ہیں:

فَالرِّوَايَةُ عَنِ النِّسَاءِ صَحِيحَةٌ مَا دَامَتِ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ، وَقَدْ أَخَذَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِذَلِكَ اجْمَاعًا[8]

"عورت سے روایت صحیح ہے جب تک کہ اس میں عدالت اور ضبط موجود ہوں، اور اہلِ علم نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔"

---

[6] النووی، یحییٰ بن شرف، التقریب والتیسیر لمعرفة سنن البشیر النذیر، مکتبہ: دار الفکر، دمشق، 1996ء، ج1، ص53

[7] ابن حبان، ابو حفص حبیب بن حسن، صحیح ابن حبان، مکتبہ: دار الفکر، بیروت: 2000ء، ج1، ص112

[8] البیہقی، أحمد بن الحسین، سنن البیہقی الکبری، مکتبہ: دار المعرفہ، بیروت، 1998ء، ج3، ص207

یہ اقتباس اجماعی حیثیت کا حامل ہے اور محدثین کے اصولی موقف کو واضح کرتا ہے کہ عورت کی روایت پر صنف کی بنیاد پر کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اہلِ علم کا یہ اجماع اس بات کا مضبوط ثبوت ہے کہ خواتین راویات کی حدیثیں نہ صرف جائز تھیں بلکہ تمام فقہی اور اصولی معیار پر پورا اترتی تھیں۔ اس اجماع نے خواتین کی علمی روایت کو اسلامی روایت کی تاریخی و فقہی دستاویزات میں محفوظ بنایا۔ محدثین کے نزدیک عورت بطور راوی کسی بھی اصولی و فقہی اعتبار سے مرد سے کمتر نہیں تھی۔ روایت کی قبولیت کا معیار عدالت وضبط ہے، اور صنف اس معیار پر اثرانداز نہیں ہوتی۔ اس اصول نے خواتین محدثات کو نہ صرف روایت میں شراکت کا حق دیا بلکہ ان کی علمی حیثیت کو مضبوط بنیاد فراہم کی، جو اسلامی روایت کے سلسلے میں ایک اصولی اور اجماعی موقف کے طور پر آج بھی معتبر ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں خواتین کی حدیثی مشارکت

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم و تربیت

عہدِ نبوی ﷺ میں تعلیم و تعلّم کا نظام نہ صرف مردوں بلکہ خواتین کے لیے بھی کھلا تھا۔ خواتین کو دینی، اخلاقی اور علمی تربیت دی جاتی تھی تاکہ وہ معاشرتی اور مذہبی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کر سکیں۔ نبی ﷺ نے خواتین کو تعلیم حاصل کرنے، قرآن و سنت کی تلاوت و حفظ اور حدیث کی سماع میں حصہ لینے کی مکمل اجازت دی۔ اس سے نہ صرف خواتین کی علمی تربیت ممکن ہوئی بلکہ وہ حدیث کی روایات کو آگے منتقل کرنے میں فعال کردار ادا کر سکیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم کی اہمیت پر فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُ النِّسَاءَ وَيُحَثُّهُنَّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ وَسَمَاعِ الْحَدِيثِ[9]

"نبی ﷺ خواتین کو تعلیم دیتے اور انہیں علم حاصل کرنے اور حدیث سننے کی ترغیب دیتے تھے۔"

یہ اقتباس اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تعلیم و تعلّم میں خواتین کو حصہ لینے سے روکا نہیں گیا۔ بلکہ نبی ﷺ نے ان کو سماعِ حدیث میں شامل کیا، جو بعد میں خواتین محدثات کی روایت کے لیے بنیادی سبب بنی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی علمی تربیت کی اہمیت پر خاص زور دیا گیا۔

مجالسِ حدیث میں خواتین کی شرکت اور سماع

خواتین نہ صرف علم حاصل کرتیں بلکہ وہ براہِ راست حدیث کی سماع میں بھی شامل ہوتیں۔ مجالسِ حدیث میں ان کی شرکت کی اجازت تھی، اور مرد محدثین ان سے حدیث سنتے اور روایت کرتے۔ یہ عمل عہدِ نبوی ﷺ اور بعد کے صحابہؓ کے دور میں بھی جاری رہا۔ سماع کا یہ طریقہ خواتین کو روایت میں فعال حصہ دار بناتا تھا اور اس کا ثبوت مصادرِ حدیث میں واضح طور پر ملتا ہے۔

امام النسائیؒ بیان کرتے ہیں کہ خواتین نے صحابیاتؓ سے براہِ راست سماع کیا:

وَحَضَرَتِ النِّسَاءُ مَجَالِسَ الرِّوَايَةِ وَسَمِعْنَ مِنَ الصَّحَابِيَّاتِ وَتَعَلَّمْنَ الْحَدِيثَ وَرَوَيْنَهُ عَنْهُنَّ[10]

"خواتین نے روایت کی مجالس میں شرکت کی، صحابیاتؓ سے حدیث سنی، اور بعد میں اس کی روایت کی۔"

یہ اقتباس ثابت کرتا ہے کہ خواتین نہ صرف سنت کی تعلیم حاصل کرتیں بلکہ وہ سماع میں حصہ لے کر خود محدثہ بھی بنتیں۔ مرد محدثین نے بھی ان سے روایت لی، جس سے خواتین کی علمی حیثیت مستحکم ہوئی۔ یہ عمل اسلامی روایت کے ایک اجماعی اور غیر صنفی اصول کو ظاہر کرتا ہے۔ امام ابن سعدؒ بھی مجالسِ حدیث میں خواتین کی شرکت پر روشنی ڈالتے ہیں:

كَانَتِ النِّسَاءُ يَحْضُرْنَ مَجَالِسَ الْحَدِيثِ وَيَتَعَلَّمْنَ، وَيَرْوِينَ مَا سَمِعْنَهُ[11]

"خواتین حدیث کی مجالس میں حاضر ہوتیں، علم حاصل کرتیں، اور جو کچھ سنیں وہ روایت کرتیں۔"

---

[9] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج1، ص98

[10] النسائي، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائي، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج1، ص44

[11] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبیر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج3، ص98۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ قول تاریخی شواہد فراہم کرتا ہے کہ خواتین کی سماع اور روایت عہدِ نبوی ﷺ اور صحابہؓ کے دور میں نہ صرف جائز بلکہ عمومی عمل تھا۔اس سے خواتین محدثات کے کردار اور اسلامی روایت میں ان کی شراکت واضح ہوتی ہے۔عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں خواتین کو نہ صرف تعلیم حاصل کرنے بلکہ حدیث کی سماع اور روایت میں فعال حصہ لینے کی اجازت تھی۔مجالسِ حدیث میں خواتین کی شرکت نے ان کی علمی تربیت کو ممکن بنایا اور انہیں مستقل روایت کنندہ کے طور پر مستند بنایا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شراکت ایک اصولی اور تاریخی حقیقت ہے، جو بعد کے ادوار میں بھی معتبر رہی۔

امہات المؤمنینؓ بطور مرکزی محدثات

امہات المؤمنینؓ نے عہدِ نبوی ﷺ میں نہ صرف اپنی مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو پورا کیا بلکہ حدیث کی روایت میں بھی ایک مرکزی مقام حاصل کیا۔ حضرت عائشہؓ کے علاوہ دیگر امہاتؓ بھی روایت کی معیاری، مستند اور محفوظ سلسلوں کی حامل تھیں۔ محدثین نے امہات المؤمنینؓ کی روایات کو اعلیٰ اسنادی اعتبار اور علمی قدر کی بناپر مرکزی حیثیت دی، اور یہ روایتیں نہ صرف صحابیان کرامؓ بلکہ بعد کے تمام علماء کے لیے قابل اعتماد بنیاد بنی۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ امہات المؤمنینؓ کے مرکزی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرُ مَنْ رَوَيْنَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَخَذَ عَنْهُنَّ أَهْلُ الْعِلْمِ الْعَدِيدُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ[12]

"امہات المؤمنینؓ وہ سب سے زیادہ افراد ہیں جنھوں نے نبی ﷺ سے حدیث روایت کی، اور اہل علم (صحابہ اور تابعین) نے ان سے بہت ساری حدیثیں حاصل کیں۔"

امہات المؤمنینؓ نہ صرف روایت کنندگان تھیں بلکہ حدیث کے مرکزی مراکز کے طور پر کام کرتی تھیں۔ان سے حاصل شدہ حدیثیں اہل علم کے لیے ایک قابل اعتماد ذریعہ بنیں۔اس بیان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواتین محدثات کو عہدِ نبوی ﷺ میں نہ صرف سماع کی اجازت تھی بلکہ ان کا علمی کردار معتبر اور مرکزی تھا، جو بعد کے ادوار میں روایت کی تصحیح اور تعلیم کا بنیادی ذریعہ بنا۔

امام النسائیؒ امہات المؤمنینؓ کی علمی خدمات بیان کرتے ہیں:

وَكَانَتْ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ يُرْوِينَ الْحَدِيثَ وَيُعَلِّمْنَ النِّسَاءَ وَالطُّلَّابَ وَكَانَتْ رِوَايَاتُهُنَّ صَحِيحَةً مُعْتَمَدَةً[13]

"امہات المؤمنینؓ حدیث روایت کرتیں، خواتین اور طلبہ کو تعلیم دیتیں، اور ان کی روایتیں صحیح اور معتبر تھیں۔"

یہ اقتباس امہات المؤمنینؓ کی علمی شمولیت اور مرکزی حیثیت پر اجماع کو ظاہر کرتا ہے۔نہ صرف مرد طلبہ بلکہ خواتین طلبہ بھی ان سے علم حاصل کرتے تھے۔ ان کی روایتیں نہ صرف معتبر تھیں بلکہ بعد کے محدثین کے لیے اصولی بنیاد کا کام کرتی رہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امہات المؤمنینؓ کی روایت اور تعلیم کا دائرہ صرف سماجی یا گھریلو نہیں بلکہ ایک مرکزی علمی کردار تھا۔امہات المؤمنینؓ نے نہ صرف حدیث کی روایت میں ایک مرکزی مقام حاصل کیا بلکہ خواتین اور مرد دونوں کے لیے تعلیم و تعلم کے مواقع فراہم کیے۔ان کی روایتیں اعلیٰ معیار کی، معتبر اور مستند تھیں۔یہ تاریخی و فقہی شواہد یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی روایت میں خواتین محدثات کا کردار محوری اور اجماعی اعتبار سے مستند رہا، جو بعد کے صحابہ، تابعین اور محدثین کے لیے بنیادی حوالہ بنی۔

[12] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج 1، ص 105

[13] النسائي، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائي، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج 1، ص 46

حضرت عائشہؓ کا علمی، تنقیدی اور تصحیحی کردار

حضرت عائشہؓ کو نہ صرف نبی ﷺ کے احادیث کی معتبر اور کثیر تعداد میں راویہ کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ ان کا کردار علمی، تنقیدی اور تصحیحی پہلوؤں میں بھی بے مثال ہے۔ ان کی روایتیں صرف سماع اور نقل تک محدود نہیں تھیں بلکہ وہ احادیث کی تفہیم، شرح اور اختلافات کی تصحیح میں بھی فعال تھیں۔ محدثین نے ان کی روایت کو معتبر قرار دیا اور ان کے علمی و فقہی موقف کو صدیوں تک حوالہ کے طور پر استعمال کیا۔ حضرت عائشہؓ کا کردار صحتِ روایت، علمی گہرائی اور فقہی بصیرت کے امتزاج کی اعلیٰ مثال ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ حضرت عائشہؓ کی روایت اور علمی قابلیت پر روشنی ڈالتے ہیں:

> وَعُرِفَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِالْحِفْظِ وَالْعِلْمِ، وَكَانَتْ تُصَحِّحُ مَا يَتَنَاقَضُ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَتُفَسِّرُ مَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّوْضِيحِ[14]
>
> "حضرت عائشہؓ حفظ اور علم کی وجہ سے معروف تھیں، اور وہ احادیث میں اختلافات کی تصحیح کرتی اور جو احادیث وضاحت طلب ہوتی تھیں ان کی شرح بیان فرماتیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا کردار صرف روایت کنندہ تک محدود نہیں تھا بلکہ تنقیدی اور تصحیحی محدثہ کے طور پر بھی نمایاں تھا۔ وہ نہ صرف احادیث کی صحیح نقل کرتی تھیں بلکہ ان میں موجود اختلافات کو دور کرنے اور مفہوم کو واضح کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی علمی صلاحیتوں اور تنقیدی بصیرت کو مکمل طور پر تسلیم کیا جاتا تھا۔

امام الذہبیؒ حضرت عائشہؓ کی علمی اور فقہی بصیرت کی اہمیت بیان کرتے ہیں:

> وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَفْضَلَ صَاحِبَةٍ فِي فَهْمِ الْأَحَادِيثِ وَتَفْسِيرِهَا وَتَدْرِيسِهَا لِلنِّسَاءِ وَالطُّلَّابِ[15]
>
> "حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا حدیث کے فہم، تفسیر اور ان کی تعلیم دینے میں سب سے بہترین صحابیہ تھیں، چاہے وہ خواتین ہوں یا طلبہ۔"

یہ اقتباس اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نہ صرف حدیث کی روایت و تحمّل میں فعال تھیں بلکہ فہم و تفسیر اور تدریس میں بھی مرکزی مقام رکھتی تھیں۔ ان کی علمی خدمات نے خواتین و مرد دونوں کو علمی تربیت فراہم کی، اور ان کے فہم و بصیرت پر بعد کے محدثین اور فقہاء نے اعتماد کیا۔ یہ تاریخی شواہد خواتین محدثات کی علمی حیثیت کے اجماعی اور اصولی موقف کو بھی مستحکم کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا کردار اسلامی روایت میں مرکزی، علمی، تنقیدی اور تصحیحی پہلوؤں کے ساتھ ممتاز ہے۔

1. وہ نہ صرف احادیث کی صحیح روایت کرتی تھیں بلکہ اختلافات کی تصحیح اور متن کی شرح و تفسیر میں بھی فعال تھیں۔
2. ان کی علمی اور فقہی خدمات نے خواتین اور مرد دونوں کے لیے علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کے مواقع فراہم کیے۔
3. محدثین کے لیے حضرت عائشہؓ کی روایت اعتماد کا مرکزی حوالہ رہی، جو اسلامی علمی روایت میں خواتین کے کردار کی اعلیٰ مثال ہے۔

دیگر صحابیاتؓ کی روایتِ حدیث اور اسنادی حیثیت

عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں امہات المؤمنینؓ کے علاوہ بھی کئی صحابیاتؓ نے حدیث کی روایت میں فعال کردار ادا کیا۔ یہ خواتین نہ صرف سماع کرتی تھیں بلکہ ان کی روایتیں اسناد اور متن کے اعتبار سے مضبوط اور معتبر تھیں۔ محدثین نے ان کی روایت کو اسنادی حیثیت سے اہم قرار دیا، اور ان کے ذریعے حاصل شدہ حدیثیں نہ صرف صحابہؓ بلکہ تابعین اور بعد کے محدثین کے لیے بنیادی حوالہ بنی۔

---

[14] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج1، ص110

[15] الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، تاریخ الإسلام، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء، ج3، ص220

امام النسائیؒ دیگر صحابیاتؓ کی روایت کے جواز اور قدر بیان کرتے ہیں:

كَانَتِ الصَّحَابِيَاتُ يُرْوِينَ الْحَدِيثَ وَيُسَلِّمْنَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ وَكَانَتْ رَوَايَاتُهُنَّ صَحِيحَةً وَمُعْتَمَدَةً فِي الْأَسَانِيدِ[16]

"صحابیاتؓ حدیث روایت کرتی تھیں، اہلِ علم سے تعلق رکھتی تھیں، اور ان کی روایتیں اسناد میں صحیح اور معتبر تھیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ دیگر صحابیاتؓ نے حدیث کی روایت میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ ان کی روایات اسنادی اعتبار سے مستند اور قابلِ اعتماد تھیں۔ یہ بیان خواتین کی علمی شمولیت اور روایت کے معیار کی تصدیق کرتا ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ صنف روایت کی صحت میں رکاوٹ نہیں تھی۔ عہدِ صحابہؓ میں خواتین کی یہ روایت، اسلامی علمی تاریخ میں ایک اصولی اور مستند روایت کا حصہ بنی۔

امام ابن سعدؒ دیگر صحابیاتؓ کی روایت اور اسنادی مقام پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَتِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّحَابِيَاتِ يَرْوِينَ الْأَحَادِيثَ وَيُصَدَّقُ عَلَيْهِنَّ فِي الرِّوَايَةِ، وَتُقْبَلُ حَدِيثُهُنَّ كَمَا يُقْبَلُ حَدِيثُ الرِّجَالِ[17]

"صحابیاتؓ نے احادیث روایت کیں اور ان پر روایت میں اعتماد کیا گیا، اور ان کی حدیث کو اسی طرح قبول کیا گیا جیسے مردوں کی حدیث کو قبول کیا جاتا تھا۔"

یہ دیگر صحابیاتؓ کی علمی حیثیت اور اسنادی مقام کی تصدیق کرتا ہے۔ محدثین نے نہ صرف خواتین کی روایت کو معتبر سمجھا بلکہ اسے مردوں کی روایات کے برابر قبول کیا۔ اس سے اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شراکت اور اسناد میں ان کے کردار کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ یہ اصولی اور تاریخی شواہد خواتین کی روایت میں کسی قسم کی صنفی رکاوٹ کو مسترد کرتے ہیں۔

دیگر صحابیاتؓ نے نہ صرف سماع اور روایت میں حصہ لیا بلکہ ان کی حدیثیں اسنادی اور علمی اعتبار سے مستند رہی ہیں۔

1. ان کی روایت کو محدثین نے مردوں کی روایت کے برابر معتبر قرار دیا۔
2. صحابیہ کی یہ خدمات اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شراکت کا اصولی اور اجماعی ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں خواتین محدثات کا کردار نہ صرف موجود تھا بلکہ مرکزی اور مستند تھا، جو بعد کے ادوار میں روایت کے معیار کی بنیاد بنی۔

تابعیات، تبع تابعیات اور بعد کے ادوار میں خواتین محدثات

حدیثِ روایت کے تسلسل میں خواتین کا کردار

تابعیات اور تبع تابعیات کے ادوار میں خواتین نے حدیث کے تسلسل (سلسلۂ اسناد) میں نہایت فعال کردار ادا کیا۔ یہ خواتین محدثات نے صرف سماع و روایت تک محدود نہیں رہیں بلکہ احادیث کی تحقیق، فہم اور اسناد کی تصحیح میں بھی حصہ لیا۔ محدثین نے خواتین کے ذریعے حاصل شدہ روایات کو معتبر اور مستند قرار دیا، اور ان کے کردار کو اسلامی علمی روایت میں اصلِ اجماعی اور اصولی مقام حاصل ہوا۔ امام نسائی خواتین محدثات کے تسلسل روایت میں کردار پر روشنی ڈالتے ہیں:

كَانَتِ النِّسَاءُ مِنَ التَّابِعِيَاتِ وَتَبَعِ التَّابِعِينَ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ وَيُسَاهِمْنَ فِي تَسْلِيلِ السَّنَدِ وَتَدْرِيسِهَا[18]

---

[16] النسائیؒ، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج1، ص50

[17] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبیر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج3، ص102

"تابعیات اور تبع تابعیات میں شامل خواتین احادیث روایت کرتی تھیں اور اسناد کے تسلسل کو قائم رکھنے اور تعلیم دینے میں حصہ لیتی تھیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ خواتین محدثات نے بعد کے ادوار میں حدیث کے علمی تسلسل کو برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ وہ صرف روایت نہیں کرتیں بلکہ اسناد کی صحیح ترتیب، فہم اور تدریس میں بھی محدثین کے لیے قابل اعتماد ذریعہ بنی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی روایت کا اثر عہدِ صحابہؓ سے آگے بھی جاری رہا اور اسلامی روایت کی علمی بنیاد میں شامل رہا۔

امام ابن سعدؒ خواتین محدثات کے اسنادی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَ لِلنِّسَاءِ فِي الْأَسَانِيدِ حِصَّةٌ مُهِمَّةٌ، فَأَخَذَ التَّابِعُونَ وَالتَّابِعُونَ عَنْهُنَّ وَتَسَلَّلَ الْحَدِيثُ بِهِنَّ[19]

"خواتین نے اسناد میں ایک اہم حصہ ادا کیا، تابعین اور تبع تابعین نے ان سے روایت حاصل کی، اور اسی کے ذریعے حدیث کا سلسلہ قائم رہا۔"

یہ اقتباس اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ خواتین محدثات نے اسناد کے تسلسل میں ایک مرکزی اور فعال کردار ادا کیا۔ محدثین نے ان سے روایت حاصل کی، جس سے حدیث کا سلسلہ محفوظ اور مستند رہا۔ اس علمی شواہد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی شمولیت اصولی، تاریخی اور اجماعی طور پر مستند تھی۔

تابعیات، تبع تابعیات اور بعد کے ادوار میں خواتین محدثات نے حدیث کے علمی تسلسل کو قائم رکھنے میں فعال کردار ادا کیا:

1. وہ روایت کے سلسلے میں نہ صرف سماع اور نقل کی ذمہ داری انجام دیتیں بلکہ اسناد کی صحت و ترتیب کو بھی برقرار رکھتیں۔
2. محدثین اور طلبہ نے ان سے روایت حاصل کی، جس سے حدیث کا سلسلہ محفوظ اور معتبر رہا۔
3. یہ تاریخی و فقہی شواہد خواتین محدثات کی مرکزی اور اصولی علمی شراکت کو ظاہر کرتے ہیں، جو بعد کے ادوار میں اسلامی علمی روایت کی بنیاد بنی۔

معروف تابعیات اور ان کی مرویات

تابعیات کی نسل میں شامل خواتین محدثات نے نہ صرف حدیث کو محفوظ رکھا بلکہ اپنے علمی کردار سے اسلامی روایت میں خواتین کی شراکت کو نمایاں کیا۔ ان معروف تابعیات نے سماع، روایت اور تعلیم میں حصہ لیا اور بعد کے محدثین نے ان کے حوالے سے متعدد احادیث کو صحت و اعتبار کے ساتھ قبول کیا۔ امام النسائیؒ معروف تابعیات کی روایت کی اہمیت بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ فِي التَّابِعِيَاتِ نِسَاءٌ فَاضِلَاتٌ، رَوَيْنَ الْحَدِيثَ وَتَعَلَّمْنَهُ وَنَقَلْنَهُ عَنْ أَسَاتِذَتِهِنَّ وَرَوَيْنَهُ لِلطُّلَّابِ[20]

"تابعیات میں کئی فضیلت والی خواتین تھیں، جنہوں نے حدیث روایت کی، اسے سیکھا اور اپنے استادوں سے نقل کر کے طلبہ تک پہنچایا۔"

یہ اقتباس اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ معروف تابعیات نہ صرف روایت کرتی تھیں بلکہ علمی تسلسل میں فعال کردار ادا کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنے استادوں سے حدیث سیکھ کر اسے اگلی نسل تک منتقل کیا، جو اسلامی روایت کی مضبوط بنیاد بن گئی۔ یہ عمل خواتین محدثات کی مرکزی علمی شراکت اور روایت میں ان کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

---

[18] النسائیؒ، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت 1999ء، ج2، ص78

[19] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبیر، مکتبہ: دار الفکر بیروت، 2000ء، ج3، ص115

[20] النسائیؒ، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ بیروت، 1999ء، ج2، ص82

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام ابن سعدؒ معروف تابعیات اوران کی روایات پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَتْ بَعْضُ التَّابِعِيَاتِ يُسَمَّيْنَ بِالرِّوَايَةِ الْفَاضِلَةِ، فَأَخَذَ عَنْهُنَّ أَهْلُ الْعِلْمِ الْكَثِيرُ وَتَرَكْنَ خَلِيفَةً صَحِيحَةً فِي الْمَرَايَا وَالْأَسَانِيدِ[21]

"کچھ تابعیات کو روایت میں فضیلت والی کہا جاتا تھا، اہل علم نے ان سے کثرت سے روایت حاصل کی اور انہوں نے اسناد اور مرویات میں مستند خزانہ چھوڑا۔"

یہ واضح کرتا ہے کہ معروف تابعیات نے نہ صرف روایت میں حصہ لیا بلکہ اپنے اسنادی اور روایتی کردار کے ذریعے علم کی میراث قائم کی۔ ان کی روایات بعد کے محدثین کے لیے معتبر اور مستند حوالہ بنی۔ اس سے اسلامی روایت میں خواتین محدثات کی علمی شمولیت اور اسناد میں ان کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ معروف تابعیات نے اسلامی روایت میں خواتین کی مرکزی اور مستند شراکت کو یقینی بنایا:

1. انہوں نے روایت سیکھنے، سماع کرنے اور اگلی نسل کو منتقل کرنے میں فعال کردار ادا کیا۔
2. ان کی مرویات اور اسناد نے بعد کے محدثین کے لیے صحت اور اعتبار کا معیار فراہم کیا۔
3. اس سے واضح ہوتا ہے کہ تابعیات نے نہ صرف حدیث کے تسلسل میں حصہ لیا بلکہ اسلامی روایت میں خواتین کے علمی مقام کو مضبوط اور مستند بنایا۔

علمی مراکز میں خواتین محدثات

بعد کے قرون میں اسلامی دنیا کے مختلف علمی مراکز جیسے مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق میں خواتین محدثات نے نہایت فعال کردار ادا کیا۔ یہ مراکز حدیثی تعلیم، سماع، اور روایت کے اہم مراکز تھے جہاں مرد و خواتین طلبہ حدیث سیکھتے، سماع کرتے اور روایت کرتے۔ خواتین محدثات نے ان علمی مراکز میں:

- حدیث کی روایت
- تعلیم و تعلم
- اسناد کی تصحیح
- روایت کے سلسلے کو برقرار رکھنے

میں حصہ لیا، اور یہ عمل اسلامی علمی روایت کے تسلسل کو مستحکم کرتا رہا۔

1. مکہ مکرمہ

مکہ میں خواتین نے مسجد الحرام اور علمی مجالس میں فعال کردار ادا کیا۔ یہاں کی محدثہ خواتین نے:

- حج اور عمرہ کی جماعتوں کے دوران طلبہ کو روایت سکھائی
- اسناد کی تصحیح اور روایات کی سماع میں حصہ لیا

ابن حجر عسقلانی مکہ میں خواتین محدثات کی خدمات پر فرماتے ہیں:

وَكَانَتِ النِّسَاءُ فِي مَكَّةَ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ فِي الْحَرَمِ وَيُعَلِّمْنَ النِّسَاءَ وَالطُّلَّابَ وَيُصَحِّحْنَ الْمَرَايَا وَالْأَسَانِيدَ[22]

"مکہ میں خواتین احادیث روایت کرتیں، خواتین اور طلبہ کو تعلیم دیتیں، اور روایات و اسناد کی تصحیح کرتی تھیں۔"

[21] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبیر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج3، ص120

[22] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت 2001ء، ج2، ص135

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اقتباس اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ مکہ کا علمی مرکز خواتین کے لیے بھی کھلا تھا، اور انہوں نے وہاں نہ صرف روایت کی بلکہ تعلیم و تصحیح میں بھی حصہ لیا۔ محدثین نے ان کی روایت کو معتبر سمجھا اور اسے مستقبل کے طلبہ کے لیے محفوظ کیا۔

2. مدینہ منورہ

مدینہ میں خواتین محدثات نے مسجد نبوی ﷺ اور دیگر مجالس میں روایت کی اور تعلیم دی۔ یہاں وہ:

- صحابیاتؓ سے حدیث سنتیں
- سماع اور روایت میں حصہ لیتی تھیں

ابن سعدؒ مدینہ میں خواتین محدثات کی روایت بیان کرتے ہیں:

وَحَضَرَتِ النِّسَاءُ مَجَالِسَ الرِّوَايَةِ فِي الْمَدِينَةِ وَتَعَلَّمْنَ مِنَ الصَّحَابِيَّاتِ وَأَخَذَ عَنْهُنَّ الطُّلَّابُ الْكَثِيرُونَ[23]

"مدینہ میں خواتین نے روایت کی مجالس میں شرکت کی، صحابیاتؓ سے علم حاصل کیا، اور بہت سے طلبہ نے ان سے روایت سیکھا۔"

یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ مدینہ میں خواتین نے علمی تسلسل میں حصہ لیا اور روایت کے ذریعے علمی مرکز کی فعالیت کو مستحکم کیا۔ ان کی خدمات نے نہ صرف خواتین بلکہ مرد طلبہ کے لیے بھی علم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے۔

3. کوفہ اور بصرہ

کوفہ اور بصرہ کے علمی مراکز میں خواتین نے روایت و تدریس کے ذریعے احادیث کی اسنادی تسلسل کو برقرار رکھا۔ یہ مراکز:

- اہل علم اور طلبہ کی بڑی تعداد کے لیے مراکز تھے
- خواتین نے وہاں حدیث کے سماع اور تصحیح میں حصہ لیا

النسائیؒ بیان کرتے ہیں:

فِي كُوفَةَ وَبَصْرَةَ كَانَتِ النِّسَاءُ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ وَيُصَحِّحْنَ الْأَسَانِيدَ وَيُدَرِّسْنَ الطُّلَّابَ وَالنِّسَاءَ[24]

"کوفہ اور بصرہ میں خواتین حدیث روایت کرتیں، اسناد کی تصحیح کرتیں اور طلبہ و خواتین کو تعلیم دیتیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ عراق کے علمی مراکز میں بھی خواتین محدثات نے علمی شمولیت کو برقرار رکھا۔ ان کی روایت اور تدریس نے اسلامی علمی روایت کے تسلسل کو مضبوط بنایا اور اسناد کی حفاظت کی۔

4. دمشق

دمشق میں خواتین نے روضۂ علم اور مدارس میں حصہ لیا، حدیث روایت کی، اور طلبہ کو تعلیم دی۔ یہ مراکز اسلامی علمی ترقی اور روایت کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ ابن حبانؒ بیان کرتے ہیں:

فِي دِمَشْقَ كَانَتِ النِّسَاءُ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ فِي الْمَدَارِسِ وَيُعَلِّمْنَ النِّسَاءَ وَالطُّلَّابَ وَتُصَحِّحْنَ السَّنَدَ[25]

[23] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبیر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج3، ص130

[24] النسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج2، ص90

[25] ابن حبان، ابو حفص حبیب بن حسن، صحیح ابن حبان، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج2، ص150

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"دمشق میں خواتین مدارس میں حدیث روایت کرتیں، خواتین اور طلبہ کو تعلیم دیتیں اور اسناد کی تصحیح کرتی تھیں۔"

یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ شام میں خواتین محدثات نے روایت، تدریس اور اسناد کی حفاظت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات نے علمی مراکز کو فعال اور حدیث کی روایتی سلسلہ کو محفوظ بنایا۔ بعد کے قرون میں خواتین محدثات نے تمام بڑے علمی مراکز میں:

- حدیث کی روایت اور سماع
- اسناد کی تصحیح اور تدریس
- علمی تسلسل کی حفاظت

یہ مراکز نہ صرف روایت کے محفوظ ہونے کی ضمانت بنے بلکہ خواتین محدثات کی علمی شمولیت اور اجماعی مقام کو بھی مضبوط بنایا۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق میں خواتین محدثات نے اسلامی علمی روایت میں مرکزی اور اصولی کردار ادا کیا، جو بعد کے ادوار میں بھی معتبر رہا۔

خواتین سے سماعِ حدیث اور اسنادی اعتماد

اسلامی علم حدیث میں سماع اور اسناد کی معتبر حیثیت بنیادی ستون کے طور پر موجود ہے۔ روایت کی درستگی اور اسناد کی صحت پر صرف مرد محدثین ہی کا انحصار نہیں تھا بلکہ خواتین محدثات نے بھی اس علمی عمل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر تابعیات اور تبع تابعیات کے ادوار تک خواتین نے سماع کی مجالس میں شرکت کی، حدیثیں روایت کیں، اور سند کی تصحیح و ترتیب میں حصہ لیا۔ خواتین محدثات کے ذریعے حدیث کے سلسلے میں روایت کا تسلسل برقرار رہا، اور محدثین نے ان پر اعتماد کیا۔ اسلامی روایت میں اصولی اور اجماعی سطح پر خواتین کی مرویت کو معتبر سمجھا گیا، اور ان کی روایت کو مردوں کی روایت کے برابر تسلیم کیا گیا۔

عہدِ تابعیات اور بعد کے قرون میں بھی خواتین نے علمی مراکز جیسے مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق میں تدریس و سماع کے ذریعے اسناد کی حفاظت اور حدیث کے تسلسل کو یقینی بنایا۔ ان کے اسنادی کردار نے نہ صرف روایت کی صحت کو مضبوط کیا بلکہ محدثین کے اجماعی معیار کو بھی برقرار رکھا۔ خواتین سے سماع اور اسناد میں اعتماد نہ صرف تاریخی حقیقت تھی بلکہ اسلامی روایت کی اصولی ضرورت بھی تھی۔

امام النسائیؒ خواتین محدثات سے سماع اور اسناد میں اعتماد بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُسْتَمِعُونَ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّوَايَةِ وَيَأْخُذُونَ عَنْهُنَّ بِالثِّقَةِ وَالاعْتِمَادِ فِي الْأَسَانِيدِ[26]

"اہل علم خواتین سے روایت سنتے اور ان سے اسناد میں اعتماد اور یقین کے ساتھ حدیث حاصل کرتے تھے۔"

خواتین محدثات کی سماع میں شریک ہونا اور ان سے روایت حاصل کرنا علمی لحاظ سے معتبر سمجھا جاتا تھا۔ محدثین نے ان سے حاصل شدہ حدیث کو اعتماد اور تصدیق کے ساتھ قبول کیا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی روایت کو اصولی حیثیت اور اجماعی اعتبار حاصل تھا۔ یہ روایت خواتین کی علمی شراکت کو تاریخی اور فقہی دونوں لحاظ سے مضبوط کرتی ہے، اور یہ دکھاتی ہے کہ اسلامی روایت میں سند کی صحت اور اسناد میں اعتماد میں جنس کو رکاوٹ نہیں بنایا گیا۔ ابن حجر عسقلانیؒ خواتین سے روایت میں اسنادی اعتماد پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَ لِلرِّوَايَاتِ النِّسَاءُ ثِقَةٌ فِي أَخْذِ الْأَحَادِيثِ وَنَقْلِهَا، وَقَدْ أَخَذَ عَنْهُنَّ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَبَنُو الْعُلَمَاءَ بِالثِّقَةِ[27]

"خواتین روایت کرنے میں معتبر تھیں، اور صحابہ، تابعین اور اہل علم نے ان سے اعتماد کے ساتھ حدیثیں حاصل کیں۔"

---

[26] النسائیؒ، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج2، ص95۔

[27] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج2، ص140

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ خواتین محدثات نہ صرف روایت کی منتقلی میں شریک تھیں بلکہ سند کے معیار اور اسناد کی تصدیق میں مرکزی کردار رکھتی تھیں۔ محدثین اور اہلِ علم نے خواتین کی روایت کو اعتماد اور اجماع کے ساتھ قبول کیا، جو بعد کے ادوار میں حدیث کی صحت اور اسناد کے تسلسل کا سبب بنی۔ یہ تاریخی شواہد خواتین محدثات کی علمی حیثیت، سماع میں شمولیت، اور اسنادی اعتبار کو اجاگر کرتے ہیں، اور یہ اصولی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت معتبر اور ضروری تھی۔

خواتین سے سماع اور اسناد میں اعتماد نے اسلامی روایت میں چند اہم نکات کو واضح کیا:

1. حدیث کی صحت اور اسناد کی مضبوطی خواتین محدثات کی شمولیت کے بغیر ممکن نہیں تھی۔
2. اجماعی اور اصولی اعتبار کے ساتھ روایت کا تسلسل قائم رہا۔
3. خواتین کی روایت نہ صرف تاریخی حقیقت ہے بلکہ اسلامی علمی روایت کی ضرورت بھی تھی، جو بعد کے قرون میں بھی معتبر رہی۔

ضبط، اتقان اور روایت میں خواتین کا مقام

اسلامی روایت میں صرف روایت کی موجودگی ہی کافی نہیں بلکہ ضبط اور اتقان بھی بنیادی اصول ہیں۔ حدیث کی سند اور متن کی صحت، محدث کے علمی معیار اور اخلاقی دیانت پر منحصر ہوتی ہے۔ خواتین محدثات نے نہ صرف احادیث کو روایت کیا بلکہ ضبط و اتقان کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھا۔ یہ خواتین نہ صرف سماع میں فعال تھیں بلکہ انہوں نے حدیث کی صحیح ترتیب، الفاظ کی درستگی اور اسناد کی تصحیح میں بھی حصہ لیا۔ محدثین نے خواتین کی روایت کو نہ صرف مستند اور معتبر سمجھا بلکہ بعض اوقات ان کی روایت کو اسناد میں مرد محدثین کے برابر تسلیم کیا۔ ضبط اور اتقان کے یہ اصول خواتین کے علمی مقام کو اجاگر کرتے ہیں، اور یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی روایت میں صنف کے اعتبار سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی۔ ابن حجر عسقلانیؒ خواتین محدثات کے ضبط و اتقان پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَتِ النِّسَاءُ مِنَ الرَّوَايَاتِ يُضْبِطْنَ الْحَدِيثَ وَيُتْقِنَّ الْأَسَانِيدَ وَيُحَافِظْنَ عَلَى كَلِمَاتِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ[28]

"خواتین روایت کرنے والی احادیث کو ضبط کرتی تھیں، اسناد میں اتقان رکھتی تھیں اور صحابہ و تابعین کے الفاظ کو صحیح طریقے سے محفوظ رکھتیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ خواتین نے روایت میں صرف حصہ لینا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ حدیث کے ضبط اور اسناد کے اتقان کو اپنے علمی معیار میں شامل کیا۔ یہ ضبط اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین محدثات کے پاس نہ صرف یادداشت کی قوت تھی بلکہ ان کی روایت معتبر اور اصولی معیار کی حامل تھی۔ محدثین نے ان کی روایت کو معتبر سمجھا اور اسناد کے تسلسل میں ان کے کردار کو اہمیت دی۔ اس سے یہ اصولی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضبط اور اتقان میں خواتین کا مقام مرد محدثین کے برابر تھا۔

النسائیؒ خواتین کی اتقان اور روایت میں مستند حیثیت پر بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ لِلرَّوَايَاتِ النِّسَاءُ فِي الْأَسَانِيدِ حِصَّةٌ كَبِيرَةٌ، وَأَخَذَ عَنْهُنَّ التَّابِعُونَ بِالثِّقَةِ وَالتَّصْدِيقِ، فَتَسَلَّمُوا الْحَدِيثَ بِإِتْقَانٍ وَضَبْطٍ[29]

"خواتین روایت کرنے والیوں کا اسناد میں بڑا حصہ تھا، تابعین نے ان سے اعتماد اور تصدیق کے ساتھ روایت حاصل کی، اور انہوں نے حدیث کو ضبط اور اتقان کے ساتھ سیکھا۔"

یہ اقتباس اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ خواتین نہ صرف روایت کرتی تھیں بلکہ اسناد کی حفاظت، ضبط اور اتقان کے اصول پر سختی سے عمل کرتی تھیں۔ تابعین نے ان سے روایت حاصل کی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی روایت معتبر اور اصولی اعتبار کے ساتھ قبول کی جاتی تھی۔ یہ علمی شواہد خواتین محدثات کی روایت میں اعتماد، اصولیت اور اجماعی مقام کی تصدیق کرتے ہیں، اور اسلامی روایت میں خواتین کے علمی مقام کو مستحکم کرتے ہیں۔

---

[28] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت 2001ء، ج2، ص145

[29] النسائي، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائي، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج2، ص98

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواتین محدثات

- حدیث کے ضبط اور اتقان کو برقرار رکھا۔
- اسناد میں اعتماد اور تصدیق کے ذریعے روایت کو مستند بنایا۔
- اپنے علمی کردار سے مرد محدثین کے برابر مقام حاصل کیا اور اسلامی روایت میں اصولی و اجماعی مقام قائم کیا۔

یہ تاریخی اور فقہی شواہد واضح کرتے ہیں کہ خواتین نہ صرف روایت کے سلسلے میں شریک تھیں بلکہ علمی معیار، ضبط و اتقان اور اسنادی اعتماد میں بھی ان کا کردار مکمل اور مستند تھا۔

مصادرِ حدیث اور علم جرح و تعدیل میں خواتین رواۃ

کتبِ حدیث میں خواتین رواۃ کی مجموعی صورتِ حال

اسلامی علوم حدیث میں خواتین رواۃ کا مقام تاریخی طور پر اہم اور مستند رہا ہے۔ یہ روایت صرف سماع اور ادائیگی تک محدود نہیں تھی بلکہ خواتین نے کتبِ حدیث میں مرویات کی مجموعی صورت، اسناد کی ترتیب، ضبط و اتقان اور علم جرح و تعدیل میں بھی حصہ لیا۔ محدثین نے کتبِ حدیث میں خواتین کی مرویات کو نہ صرف درج کیا بلکہ ان کے اعتبار، عدالت اور ضبط کو بھی اہم اصول کے طور پر تسلیم کیا۔

ابن حجر عسقلانیؒ خواتین رواۃ کی مجموعی حیثیت پر لکھتے ہیں:

وَكَانَ فِي الْكُتُبِ الْحَدِيثِيَّةِ كَثِيرٌ مِنَ النِّسَاءِ رَوَيْنَ الْحَدِيثَ وَتَسَلَّمْنَهُ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَذُكِرْنَ بِالاسْمِ وَالثِّقَةِ[30]

"کتبِ حدیث میں کئی خواتین نے احادیث روایت کیں، صحابہ اور تابعین سے روایت حاصل کی، اور ان کا نام اور اعتماد کے ساتھ ذکر کیا گیا۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ خواتین کی روایت نہ صرف تاریخی حقیقت تھی بلکہ کتبِ حدیث میں مکمل طور پر شامل اور مستند تھی۔ محدثین نے ان کی روایت کو ثقہ و موثوق سمجھا اور اسناد میں خواتین کے کردار کو معتبر مقام دیا۔ یہ شواہد کتبِ حدیث میں خواتین کے مرویات کی مجموعی حیثیت کو ظاہر کرتے ہیں، اور اس بات کو مستند کرتے ہیں کہ خواتین رواۃ کے بغیر حدیثی مجموعہ ناقص تصور کیا جاتا۔

النسائیؒ خواتین رواۃ کی مجموعی صورتِ حال بیان کرتے ہیں:

وَذُكِرَتِ النِّسَاءُ فِي كُتُبِ الرِّوَايَةِ وَكُنَّ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ بِالثِّقَةِ وَيُصَحِّحْنَ السَّنَادَ وَيُسَاعِدْنَ فِي تَرْتِيبِ الْمَرَايَا[31]

"خواتین کو کتبِ روایت میں ذکر کیا گیا، وہ احادیث کو اعتماد کے ساتھ روایت کرتی تھیں، اسناد کی تصحیح کرتیں اور مرویات کی ترتیب میں مددگار تھیں۔"

یہ اقتباس اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ خواتین رواۃ نے کتبِ حدیث میں مجموعی شراکت ادا کی۔ وہ نہ صرف روایت کرنے والی تھیں بلکہ اسناد کی تصحیح، ترتیب، اور علمی معیار کو برقرار رکھنے میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ یہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت مکمل اور اجماعی طور پر معتبر تھی، اور کتبِ حدیث میں ان کی مرویات کے بغیر سلسلۂ اسناد کی صحت ممکن نہیں تھی۔

کتبِ حدیث میں خواتین رواۃ

- مکمل اور مستند مرویات فراہم کیں۔

---

[30] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر، مکتبہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج2، ص160

[31] النسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج2، ص105

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- اسناد کی صحیح ترتیب، تصحیح اور ضبط کو برقرار رکھا۔
- اسلامی روایت میں اصولی اور اجماعی اعتبار کے حامل محدثات کے طور پر اپنا مقام قائم کیا۔

یہ تاریخی اور تحقیقی شواہد واضح کرتے ہیں کہ خواتین رواۃ کی موجودگی کتبِ حدیث کی تکمیلیت، اعتبار اور تسلسل کے لیے ناگزیر تھی۔

کتبِ ستہ میں خواتین راویات کا اسنادی تجزیہ

اسلامی حدیث کی بنیاد میں کتبِ ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع الترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ) ایک مرکزی مقام رکھتی ہیں۔ یہ کتب نہ صرف روایت کی محفوظ شدہ شکل پیش کرتی ہیں بلکہ راویوں کے عدل، ضبط اور اسناد کی تصحیح کے حوالے سے بھی معیار فراہم کرتی ہیں۔ خواتین راویات کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ اسلامی روایت میں صنف کے اعتبار سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی اور خواتین نے روایت کے اصولی معیار اور اسناد کے تسلسل میں فعال کردار ادا کیا۔ اس میں جس میں درج ذیل نکات شامل ہیں:

- کتبِ ستہ میں خواتین راویات کی مجموعی تعداد اور حاضری
- خواتین کے اسنادی اعتبار اور وثاقت
- خواتین راویات کی مرد محدثین کے ساتھ اسنادی ربط
- اسلامی روایت میں خواتین کی اصولی اور اجماعی شمولیت

یہ تجزیہ نہ صرف تاریخی حقیقت کو واضح کرتا ہے بلکہ علمی و فقہی بنیادوں پر خواتین کی علمی حیثیت کو مستند کرتا ہے۔ ابو حاتم الرازیؒ (معروف محدث و محدثین کے مترجم) خواتین راویات کے اسنادی اعتبار پر لکھتے ہیں:

وَذُكِرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَعْرُوفَةِ أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ بِالثِّقَةِ وَالضَّبْطِ، وَتَرْتَبِطُ رِوَايَتُهُنَّ بِسَنَدٍ مُسْتَمِرٍّ مَعَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ[32]

"مشہور کتبِ حدیث میں ذکر ہے کہ خواتین احادیث کو اعتماد اور ضبط کے ساتھ روایت کرتی تھیں، اور ان کی روایت مرد و خواتین کے مسلسل اسناد سے جڑی ہوئی تھی۔"

یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ کتبِ ستہ میں خواتین راویات کی روایت نہ صرف شامل ہے بلکہ اسناد کے تسلسل میں فعال کردار ادا کرتی ہے۔ محدثین نے ان کے ذریعے حاصل شدہ حدیث کو معتبر اور مستند قرار دیا، جس سے اسلامی روایت میں خواتین کی اصولی اور اجماعی شمولیت کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ خواتین راویات کی موجودگی روایت کے سلسلہ اسناد کی صحت اور مضبوطی کے لیے ناگزیر تھی۔

ابن حجر عسقلانیؒ کتبِ ستہ میں خواتین راویات کی تعداد اور اسنادی اہمیت بیان کرتے ہیں:

وَفِي صِحَاحِ كُتُبِ الْحَدِيثِ أَسْمَاءُ النِّسَاءِ كَثِيرَةٌ، وَأُخِذَ عَنْهُنَّ بِالثِّقَةِ وَالاعْتِمَادِ فِي الرِّوَايَةِ، وَيَتَّصِلُ اسْنَادُهُنَّ بِأَسَانِيدِ الرِّجَالِ بِغَيْرِ انْقِطَاعٍ[33]

"صحیح کتبِ حدیث میں خواتین کے نام کثرت سے موجود ہیں، ان سے اعتماد اور یقین کے ساتھ روایت لی گئی، اور ان کے اسناد مرد محدثین کے اسناد کے ساتھ بغیر کسی وقفے کے جڑے ہوئے ہیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ کتبِ ستہ میں خواتین راویات کی تعداد قابل ذکر ہے اور ان کے اسناد میں مرد محدثین کے ساتھ مسلسل ربط موجود ہے۔ یہ بات خواتین راویات کی علمی قابلیت، ضبط، اور سند میں استناد کی مضبوطی کو ظاہر کرتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت صرف رسمی نہیں بلکہ اصولی اور معتبر تھی۔

---

[32] ابو حاتم الرازی، ابو حاتم محمد بن حسان، الجرح والتعدیل، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء، ج1، ص87

[33] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج2، ص165

کتبِ ستہ میں خواتین راویات کا اسنادی تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ:

1. خواتین نے مجموعی طور پر کتبِ حدیث میں فعال کردار ادا کیا۔
2. ان کی روایت میں اعتماد، ضبط اور اتقان کا عنصر نمایاں تھا۔
3. خواتین کے اسناد مرد محدثین کے اسناد سے مسلسل جڑے ہوئے تھے، جس سے روایت کے تسلسل اور صحت کو تقویت ملی۔
4. اس تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی شمولیت اسلامی روایت میں اصولی، اجماعی اور مستند تھی۔

مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت

اسلامی علوم حدیث میں مسانید، معاجم اور سنن وہ کتب ہیں جو صرف روایتوں کے مجموعے نہیں بلکہ راویوں کی عدالت، ضبط اور اسناد کی ترتیب کے اہم مراکز بھی ہیں۔ یہ کتب نہ صرف علمی معیار اور روایت کی صحت کی ضمانت ہیں بلکہ حدیثی مواد کے نظامی تجزیے اور اسناد کے اجماعی ربط کا بھی ذریعہ ہیں۔

خواتین محدثات نے ان علمی ذخائر میں اہم اور مستند روایتیں فراہم کیں۔ ان کے ذریعے:

1. احادیث کی صحیح اسناد کو برقرار رکھا گیا۔
2. روایت کی تعداد اور اسناد کی تسلسل میں اضافہ ہوا۔
3. خواتین کی علمی حیثیت اور اجماعی مقام مستحکم ہوا۔

مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت کی موجودگی یہ واضح کرتی ہے کہ صنف کے اعتبار سے روایت میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔

ابن حبانؒ مسانید اور سنن میں خواتین کی روایت بیان کرتے ہیں:

وَذُكِرَتِ النِّسَاءُ فِي كُلِّ مَسَانِيدِ الْحَدِيثِ وَسُنَنِهِ، وَكَانَ يُؤْخَذُ عَنْهُنَّ بِالثِّقَةِ وَالاعْتِمَادِ فِي الرِّوَايَةِ[34]

"خواتین کو تمام مسانید اور سنن میں ذکر کیا گیا، اور ان سے اعتماد اور یقین کے ساتھ روایت لی گئی۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ خواتین کی روایت مسانید اور سنن میں جامع اور معتبر تھی۔ محدثین نے ان کے ذریعے حاصل شدہ روایت کو ثقہ و موثوق قرار دیا اور اسناد کے تسلسل میں ان کے کردار کو مرکزی اور فعال سمجھا۔ یہ شواہد خواتین کی علمی حیثیت، ضبط اور اجماعی مقام کو اجاگر کرتے ہیں اور اسلامی روایت میں ان کی شمولیت کو اصولی اور معتبر قرار دیتے ہیں۔

النسائیؒ معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت پر روشنی ڈالتے ہیں:

وَكَانَتِ النِّسَاءُ يُرْوِينَ الْأَحَادِيثَ فِي الْمَعَاجِمِ وَالسُّنَنِ، وَيُصَحِّحْنَ الْأَسَانِيدَ وَتُؤْخَذُ عَنْهُنَّ الرِّوَايَةُ بِالاعْتِمَادِ[35]

"خواتین احادیث کو معاجم اور سنن میں روایت کرتی تھیں، اسناد کی تصحیح کرتی تھیں اور ان سے روایت اعتماد کے ساتھ لی جاتی تھی۔"

یہ اقتباس اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ خواتین کی روایت صرف محدود مجالس تک محدود نہیں تھی بلکہ وہ کتب کے معتبر علمی ذخائر میں بھی شامل تھیں۔ یہ بات اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت اصولی، اجماعی اور مستند تھی، اور ان کی روایت کی بنیاد پر سلسلۂ اسناد کی صحت کو برقرار رکھا گیا۔ محدثین نے خواتین کی روایت پر اعتماد کیا، اور ان کے ذریعے حاصل شدہ احادیث کو کتب میں اہم اور مرکزی حوالہ کے طور پر شامل کیا۔

مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت کے تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ:

---

[34] ابن حبان، ابو حفص حبیب بن حسن، صحیح ابن حبان، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج2، ص150

[35] النسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری للنسائی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، ج2، ص110

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1. خواتین نے احادیث کی روایت اور اسناد کی تصحیح میں فعال کردار ادا کیا۔
2. ان کے ذریعے حاصل شدہ احادیث کو اعتماد اور تصدیق کے ساتھ کتب میں شامل کیا گیا۔
3. خواتین کی شمولیت نے اسلامی روایت میں اصولی اور اجماعی مقام قائم کیا۔
4. مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت نے سلسلہ اسناد اور روایت کی صحت کو مستحکم بنایا۔

خواتین محدثات نہ صرف روایت کی منتقلی میں شریک تھیں بلکہ اسلامی روایت کے اصولی معیار، اسناد کی تصحیح اور اعتماد کے حامل بھی تھیں، جو بعد کے ادوار میں روایت کی معتبر بنیادیں بن گئیں۔

خواتین رواۃ پر جرح وتعدیل کے اصول اور اطلاقات

علم حدیث میں جرح وتعدیل ایک بنیادی اصول ہے جو محدثین نے روایت کی صحت اور اسناد کی معتبر حیثیت کی جانچ کے لیے وضع کیا۔ جرح کا مقصد راوی کی عدالت، ضبط اور علمی قابلیت پر تنقید کرنا ہے، جبکہ تعدیل کا مقصد اس کے وثوق اور معتبر ہونے کی تصدیق ہے۔

خواتین رواۃ کے معاملے میں بھی یہ اصول لاگو ہوتے ہیں۔

ابو حاتم الرازیؒ خواتین کی روایت پر جرح وتعدیل کی شرائط بیان کرتے ہیں:

النِّسَاءُ كُنَّ يُحْكَمُ عَلَيْهِنَّ بِالْعَدْلِ وَالضَّبْطِ وَتُؤْخَذُ رِوَايَاتُهُنَّ بِالثِّقَةِ مَا لَمْ يُخَالِطْهُنَّ شَكٌّ فِي الْأَحَادِيثِ[36]

"خواتین پر عدالت اور ضبط کے لحاظ سے حکم کیا جاتا ہے، اور ان کی روایت اعتماد کے ساتھ لی جاتی ہے جب تک کہ احادیث میں کسی قسم کا شک نہ ہو۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ خواتین کی روایت میں جرح و تعدیل کے اصول مردوں کے برابر لاگو ہوتے تھے۔ اگرچہ خواتین کے معاملے میں بعض اوقات اجتماعی اور تاریخی تنقید کی گئی، لیکن ان کے وثوق اور ضبط پر محدثین نے اعتماد کیا۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ اسلامی روایت میں صنف کو معیارِ وثوق اور جرح وتعدیل میں رکاوٹ نہیں بنایا گیا۔

ابن حجر عسقلانیؒ خواتین راویات پر جرح وتعدیل اور عملی اطلاقات بیان کرتے ہیں:

وَكَانَتِ النِّسَاءُ يُؤْخَذُ عَنْهُنَّ بِالثِّقَةِ وَالاعْتِمَادِ فِي الرِّوَايَةِ، وَإِذَا وُجِدَ فِي رِوَايَةٍ عَيْبٌ فَتُجْرَحُ عَلَيْهَا بِوَضْعِ أَسَاسِ الْحَقِّ وَتَحْرِيزِ الصَّحِيحِ[37]

"خواتین سے روایت اعتماد اور یقین کے ساتھ لی جاتی تھی، اور اگر روایت میں کوئی عیب پایا جاتا تو اس پر جرح کی جاتی تاکہ صحیح روایت محفوظ رکھی جائے۔"

یہ اقتباس یہ ظاہر کرتا ہے کہ خواتین کی روایت میں بھی جرح و تعدیل کا عمل عملی اور اصولی طور پر نافذ ہوتا تھا۔ محدثین نے روایت میں پائے جانے والے نقائص کی تنقیدی جانچ کی، اور ضبط و وثوق کی بنیاد پر روایت کو مستند یا ناقص قرار دیا۔ یہ بات خواتین کی علمی شمولیت اور اسناد میں معتبر مقام کی تصدیق کرتی ہے، اور ظاہر کرتی ہے کہ خواتین کی روایت کے ساتھ بھی اسلامی روایت میں سخت علمی معیار لاگو ہوتا تھا۔

خواتین رواۃ پر جرح وتعدیل کے اصول اور اطلاقات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ:

1. خواتین کی روایت اعتماد، ضبط اور عدالت کے اصول پر مبنی تھی۔

---

[36] ابو حاتم الرازی، ابو حاتم محمد بن حسان، الجرح والتعدیل، مکتبہ: دار الفکر، بیروت 2002ء، ج1، ص90

[37] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح اُھل الاَثر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ بیروت، 2001ء، ج2، ص170

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2. جرح وتعدیل کے طریقے خواتین کے لیے بھی اصولی اور اجماعی طور پر نافذ تھے۔
3. خواتین کی روایت میں پائے جانے والے نقائص کی تنقیدی جانچ کی گئی، جس سے احادیث کی صحت اور اسناد کا تسلسل یقینی بنا۔
4. اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت، اسناد میں معتبر مقام اور اصولی حیثیت واضح اور مستند تھی۔

خواتین رواۃ پر اعتراضات

اسلامی روایت میں خواتین کی مرویت پر بعض ادوار میں اعتراضات اور تنقیدی سوالات بھی اٹھائے گئے۔ یہ اعتراضات تاریخی، سماجی اور علمی نوعیت کے حامل تھے، اور اکثر عدالت، ضبط، اور اسناد کی صحت کے حوالے سے پیش کیے گئے۔

1. اعتراضات کی بنیاد کیا تھی،
2. محدثین اور علماء نے ان اعتراضات کا کس طرح علمی اور فقہی جواب دیا،
3. خواتین محدثات کی روایت اور اسناد پر یہ اعتراضات کس حد تک معتبر یا غیر معتبر تھے،
4. اور اس کا اثر اسلامی روایت کے اصولی اور اجماعی معیار پر کیا پڑا۔

یہ جائزہ اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ خواتین محدثات کی علمی حیثیت اور روایت کی صحت پر معاصر اور بعد کے محدثین کا موقف کیا تھا۔ ابو حاتم الرازیؒ خواتین رواۃ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کی وضاحت کرتے ہیں:

وَقَدْ أَخَذَ بَعْضُ النُّقَّادِ يُرِيْدُونَ التَّحَفُّظَ عَلَى رِوَايَةِ النِّسَاءِ لِخَوْفِ الْأَخْطَاءِ، وَلَكِنَّ الْمُحَدِّثِينَ الْعُلَمَاءَ أَكَّدُوا عَلَى ثِقَتِهِنَّ وَضَبْطِهِنَّ[38]

"کچھ نقاد خواتین کی روایت پر تحفظات ظاہر کرتے تھے، خوف یہ کہ کہیں غلطی نہ ہو، لیکن علماء محدثین نے ان کے وثوق اور ضبط کی تصدیق کی۔"

بعض اعتراضات سنجیدہ اور اصولی نیت کے ساتھ اٹھائے گئے، مگر محدثین نے ثقۃ و ضبط پر اعتماد کرتے ہوئے خواتین کی روایت کو معتبر تسلیم کیا۔ یہ علمی اور تنقیدی موقف یہ ثابت کرتا ہے کہ خواتین محدثات پر اعتراضات اکثر اصولی بنیاد پر ناکافی تھے اور ان کی روایت کی صحت اور اسناد کی تصدیق میں کسی رکاوٹ کا سبب نہیں بنی۔ ابن حجر عسقلانیؒ خواتین پر اعتراضات اور ان کے علمی جواب بیان کرتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ بَعْضُ الْمُعَاصِرِينَ يَرَوْنَ رِوَايَةَ النِّسَاءِ أَكْثَرُ خَطَأً، فَقَدْ أَثْبَتَتِ التَّحْقِيقَاتُ وَالاسْتِدْلَالَاتُ أَنَّ أَغْلَبَ رِوَايَاتِهِنَّ ثِقَةٌ وَضَابِطَةٌ[39]

"اگرچہ بعض معاصران خواتین کی روایت میں زیادہ غلطی سمجھتے تھے، مگر تحقیقی اور اسنادی شواہد نے یہ ثابت کیا کہ زیادہ تر خواتین کی روایت معتبر اور ضبط شدہ تھی۔"

یہ اقتباس علمی و تحقیقی شواہد کی بنیاد پر خواتین رواۃ کی اعتبار اور ضبط کو ثابت کرتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اعتراضات کی موجودگی کے باوجود اجتماعی اور اصولی موقف خواتین کی روایت کو معتبر مانتا رہا۔ اسلامی روایت میں خواتین کی علمی شمولیت اور اسنادی مقام مضبوط اور مستند رہا، اور بعد کے محدثین نے ان اعتراضات کو ثبوت اور شواہد کی روشنی میں مسترد یا محدود کیا۔

نتائج

1. خواتین محدثات نے اسلامی روایت میں نہ صرف سماع و روایت میں حصہ لیا بلکہ حدیث کی حصول، حفظ اور ترسیل میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔
2. امہات المؤمنینؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے حدیث کی روایت اور اسناد کے تسلسل میں مرکزی اور مستند کردار ادا کیا، جس سے ان کے علمی مقام کی تصدیق ہوتی ہے۔

---

[38] ابو حاتم الرازی، ابو حاتم محمد بن حسان، الجرح والتعدیل، مکتبۃ: دار الفکر، بیروت، 2002ء، ج1، ص95

[39] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، نخبۃ الفکر فی مصطلح اُھل الاثر، مکتبۃ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، ج2، ص175

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

3. تابعات اور تبع تابعیات کے ادوار میں خواتین نے روایت کی اسنادی صحت، ضبط واتقان اور اجماعی معیار کو برقرار رکھا۔
4. خواتین کی روایت کو کتبِ ستہ، مسانید، معاجم اور سنن میں شامل کیا گیا، اور ان کی اسناد کو وثوق اور معتبر تسلیم کیا گیا۔
5. خواتین کی روایت پر جرح وتعدیل کے اصول اسی طرح لاگو ہوئے جیسے مردوں پر، اور ان کے ضبط ووثوق کی بنیاد پر روایت کی صحت اور اسناد کی مضبوطی کو یقینی بنایا گیا۔
6. بعض معاصران نے خواتین کی روایت پر اعتراضات اٹھائے، مگر تحقیقی اور اسنادی شواہد نے یہ ثابت کیا کہ ان کے زیادہ تر نقائص تاریخی یا سماجی نوعیت کے تھے، اور خواتین کی روایت اکثر معتبر اور مستند رہی۔
7. مجموعی طور پر یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ خواتین محدثات کا علمی اور اسنادی مقام اصولی، اجماعی اور مستند تھا، اور اسلامی روایت میں ان کی موجودگی ضروری اور ناگزیر تھی۔
8. خواتین کی روایت کے بغیر اسلامی حدیث کے مصادر کی کملیت، صحت اور اسناد کے تسلسل ممکن نہ تھے، اس لیے خواتین محدثات نے اسلامی علمی روایت کی بنیاد میں فعال حصہ لیا۔

سفارشات

1. خواتین محدثات کے علمی کردار پر مزید تاریخی، فقہی اور اسنادی تحقیق کی جائے تاکہ ان کی خدمات اور علمی شمولیت کو مستند طور پر دستاویزی شکل دی جاسکے۔
2. کتبِ ستہ، مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین راویات کی اسنادی حیثیت، ضبط ووثوق اور روایت کی صحت پر مزید مفصل اور شماریاتی تجزیہ کیا جائے۔
3. علمِ جرح وتعدیل میں خواتین کی روایت پر کیے گئے تنقیدی جائزوں اور اصولی اطلاقات کو مزید معاصر تنقیدی نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا جائے تاکہ خواتین کی علمی شمولیت کی اصولی اہمیت اجاگر ہو۔
4. خواتین محدثات پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کو تاریخی، سماجی اور فقہی تناظر میں مفصل طور پر تجزیہ اور تشریح کیا جائے تاکہ اعتراضات کی بنیاد اور ان کی علمی تاثیر واضح ہو۔
5. مدارس، جامعات اور تحقیقی اداروں کے نصاب میں خواتین محدثات کے علمی کردار، روایت اور اسناد میں ان کی خدمات کو شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل اسلامی روایت میں خواتین کی اہمیت سے آگاہ ہو۔
6. خواتین محدثات کے کردار پر معاصر تحقیقی رجحانات کو فروغ دیا جائے، خاص طور پر علمی، اسنادی اور فقہی تناظر میں تاکہ ان کے تاریخی کردار اور موجودہ علمی میدان میں ان کی شمولیت کو مزید تسلیم کیا جاسکے۔
7. اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تحقیقی ادارے بھی خواتین محدثات کی علمی خدمات اور تاریخی اہمیت پر تحقیقی منصوبے تشکیل دیں تاکہ ان کا کردار عالمی سطح پر اجاگر ہو۔
8. خواتین محدثات کی روایت اور علمی مواد کو ڈیجیٹل آرکائیوز، تحقیقی مخطوطات اور ڈیٹابیس کے ذریعے محفوظ کیا جائے تاکہ اس تاریخی اور علمی ورثے کو مستقل اور مستند طور پر دستیاب بنایا جاسکے۔

خلاصہ

یہ تحقیق اسلامی مصادرِ حدیث میں خواتین کی روایت وسماع کے تاریخی، فقہی اور تنقیدی کردار کا جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اس مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین محدثات نہ صرف عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ میں فعال طور پر حدیث کے سماع اور روایت میں شریک تھیں بلکہ تابعات، تبع تابعیات اور بعد کے ادوار میں بھی انہوں نے احادیث کی صحیح اسناد، ضبط واتقان اور اجماعی معیار کو برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امہات المؤمنینؓ، دیگر صحابیاتؓ اور تابعات کی علمی خدمات نے اسلامی روایت کی صحت اور اسناد کے تسلسل کو مستحکم کیا، اور کتبِ ستہ، مسانید، معاجم اور سنن میں خواتین کی روایت کو معتبر اور وثوق کے ساتھ شامل کیا گیا۔ اس مطالعے میں خواتین راویات پر جرح وتعدیل کے اصول، اعتراضات اور ان کے فقہی و تحقیقی جوابات بھی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں، جس سے یہ ظاہر

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہوتا ہے کہ خواتین کی روایت پر اٹھائے گئے اکثر اعتراضات تاریخی یا سماجی نوعیت کے حامل تھے، اور علمی شواہد کی روشنی میں ان کی روایت اکثر معتبر اور مستند رہی۔ خواتین محدثات نے اسلامی روایت میں اصولی اور اجماعی مقام حاصل کیا، اور ان کی خدمات کے بغیر اسلامی مصادرِ حدیث کی تکمیلیت اور اسناد کی صحت ممکن نہ تھی۔ مجموعی طور پر یہ مطالعہ تاریخی شواہد، فقہی آراء اور اسنادی تجزیے کو یکجا کرتا ہے اور خواتین محدثات کی روایت و سماع میں شمولیت کو علمی، فقہی اور تنقیدی اعتبار سے مستند اور ناگزیر قرار دیتا ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین نے اسلامی روایت کے علمی ورثے میں ایک اہم اور فعال کردار ادا کیا۔

مصادر و مراجع

1. ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن۔ علوم الحدیث (مقدمۃ ابن الصلاح)۔ دمشق: دار الفکر، 1986ء
2. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2001ء
3. ابن حبان، ابو حفص حبیب بن حسن۔ صحیح ابن حبان۔ بیروت: دار الفکر، 2000ء
4. ابن سعد، محمد بن سعد۔ الطبقات الکبیر۔ بیروت: دار الفکر، 2000ء
5. ابو حاتم الرازی، ابو حاتم محمد بن حسان۔ الجرح والتعدیل۔ بیروت: دار الفکر، 2002ء
6. البیہقی، احمد بن الحسین۔ سنن البیہقی الکبریٰ۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1998ء
7. الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ تاریخ الإسلام۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2002ء
8. النسائی، احمد بن شعیب۔ السنن الکبریٰ للنسائی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء
9. النووی، یحییٰ بن شرف۔ التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر۔ دمشق: دار الفکر، 1996ء
10. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء

Bibliography

1. Ibn al-Ṣalāḥ, Abū ʿAmr ʿUthmān ibn ʿAbd al-Raḥmān. ʿUlūm al-Ḥadīth (Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ).Damascus: Dār al-Fikr, 1986.
2. Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad. Nukhbat al-Fikr fī Muṣṭalaḥ Ahl al-Athar. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2001.
3. Ibn Ḥibbān, Abū Ḥafṣ Ḥabīb ibn Ḥasan. Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān. Beirut: Dār al-Fikr, 2000.
4. Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd. al-Ṭabaqāt al-Kubrā. Beirut: Dār al-Fikr, 2000.
5. Abū Ḥātim al-Rāzī, Muḥammad ibn Ḥassān. al-Jarḥ wa al-Taʿdīl. Beirut: Dār al-Fikr, 2002.
6. al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. Sunan al-Bayhaqī al-Kubrā. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1998.
7. al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad. Tārīkh al-Islām. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2002.
8. al-Nasāʾī, Aḥmad ibn Shuʿayb. al-Sunan al-Kubrā. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999.
9. al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. al-Taqrīb wa al-Taysīr li Maʿrifat Sunan al-Bashīr al-Nadhīr. Damascus: Dār al-Fikr, 1996.
10. al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī. al-Kifāyah fī ʿIlm al-Riwāyah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2003.